ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.8,Issue No.1 (2026)
(January to March)

ناصر بغدادی کے افسانوں میں معاشرتی مسائل کی عکاسی

A Review of the reflection of social issues in the stories of Nasir Baghdadi

ڈاکٹر سعیدہ حسین آفریدی
لیکچرر، شعبہ اُردو، جی-جی-ڈی-سی، خالصہ، پشاور

Dr. Saeeda Hussain Afridi
Lecturer, Department of Urdu, GG. DC, Khalsa, Peshawar

Article Details
Received:
February 20, 2026
Accepted:
March 15, 2026
Online Published:
March 30, 2026

Copyright: © 2023 by the authors. This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract: Nasir Baghdadi is quite famous in Urdu literature for his short stories. His real name was Syed Muhammad Nasir, but he became known in the literary world as Nasir Baghdadi. Nasir Baghdadi wrote four collections of short stories. In addition, he also wrote literary magazines, critical articles, novels and sketches. A variety of topics are found in his short stories. Inspired by the environment around him, he has covered the various problems of men and women in the society, such as grief, pain, sorrow, psychological problems, unemployment, problems of immigrants and dowry problems, and has written them in the form of short stories. The titles of his short stories provide knowledge and understanding of the topics. His short stories mention the problems of people associated with different religions. He has tried to identify these problems and make them aware of the dangers that will come in the future. In addition, he tries to eliminate these growing problems through religion.

Key words: Nasir Baghdadi, Urdu literature, literary magazines, critical articles, unemployment, through religion

ناصر بغدادی اُردو افسانہ نگاری میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ ان کا خاندانی نام سید محمد ناصر تھا مگر ادبی حلقوں میں ان کی وجہ شہرت ناصر بغدادی کے نام سے ہوئی۔ ان کی پیدائش دکن میں ہوئی۔ وہ ۱۵ فروری ۱۹۴۲ء کو دکن میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے مختلف ادبی اصناف میں خدمات سر انجام دیں۔ انھوں نے افسانے، رسائل، ادارے و تنقیدی مضامین حزب تنقید لکھے لیکن اصل کامیابی ان کی وجہ شہرت افسانہ نگاری ہیں۔ انھوں نے اپنے افسانوں میں مختلف معاشرتی موضوعات پر طبع آزمائی کی ہیں۔ ان کے افسانوں کے موضوعات اپنے اندر کئی پہلو لئے ہوئے ہیں۔ انھوں نے اپنے افسانوں کا موضوع اپنے اِرد گرد کے معاشرے میں جنم لینے والے مسائل کا بخوبی مشاہدہ کر کے اپنے افسانوں میں ان موضوعات کو لکھا ہیں۔

ان کے افسانے اپنے اندر معاشرے کے کئی کرب ناک، دردناک، انسانی اور نفسیاتی مسائل، عورت کے مسائل، غربت، بے روزگاری، شادی بیاہ کا مسئلہ اور جہیز کی لعنت غرض کہ معاشرے سے جڑے ہوئے ہر مسائل کا تذکرہ ہر پہلو پیش کرتے ہیں۔ انھوں نے معاشرے کے جیتے جاگتے کرداروں کو افسانوں میں موضوع بنا کر پیش کیا۔ انھوں نے (۴) افسانوی مجموعے تحریر کیے۔ ان کا پہلا افسانوی مجموعہ "بے شناخت" ہیں، دوسرا افسانوی مجموعہ "مصلوب" ہیں، تیسرا افسانوی مجموعہ

"خواب چہرہ" اور ان کا چوتھا افسانوی مجموعہ "ایک ہی منزل" تھا۔ اُردو افسانہ وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ اپنے عہد کی ترجمانی کا کام کرتا ہے۔ اُردو ادب میں پریم چند اور یلدرم کے بعد معاشرتی افسانوں نے بہت مقبولیت حاصل کیں۔ اُردو ادب کے اس صنف میں ایک اہم نام ناصر بغدادی بھی ہے جنھوں نے معاشرے کے مسائل کو وحدتِ تاثر کے ساتھ افسانوں میں پیش کیا۔ ان کی افسانہ نگاری پر ڈاکٹر یونس حسین یوں لکھتے ہیں:

> "جب ہم ناصر بغدادی کے افسانوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کے اندر ہمیں مختلف مذاہب سے وابستہ افراد کے کردار ملتے ہیں۔ یہ ناصر کی عظمت کی دلیل ہے کہ اس نے شخص کو مذہب اور عقیدے کے تناظر میں نہ دیکھا اور نہ ہی سمجھا ہے۔ اس کا اول و آخر حوالہ انسانیت کا ہے۔ اگر یوں کہا جائے تو یہ حوالہ ان کے افسانوں کی جان ہے تو یہ بے جانہ ہو گا۔۔۔۔"(۱)

جب یہ حقیقت تسلیم کرتے ہیں کہ ناصر بغدادی کا موضوع ہی انسانیت ہے تو انسان سے متعلقہ معاشرتی مسائل ہی ان کا موضوع بن کر افسانوں کی شکل میں اُبھرا۔ انھوں نے مختلف معاشرتی مسائل کو اُجاگر کیے ہیں۔ ان کے افسانوں میں سماج کے آئے دنوں کی انفرادی و اجتماعی اور تہذیبی و ثقافتی انقلابی تبدیلیاں رونما ہوتی نظر آتی ہیں۔ ناصر بغدادی کے افسانے نے سماج کے کرب ناک و سنگین مسائل سے دوچار ہیں۔ ان کے افسانوں میں امیروں اور مسکینوں تک پیش کش کی ہیں۔ ناصر بغدادی اپنے افسانے "ممی کا غم" میں ایک افسوس ناک لمحے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس افسانے میں ایک عورت حسینہ کی ماں کردار کے نام سے کردار کے ذریعے کہانی پیش کی ہیں۔ حسینہ کی ماں باقاعدہ نیشنل وومن ایسوسی ایشن کی جنرل سیکرٹری ہے وہ مظلوم اور بیوہ عورتوں کی درندہ صفت انسانوں کے شر سے بچانے کی کوشش میں اپنی زندگی صرف کر دیتی تھی؛ لیکن اپنی بیٹی کو کھلی چھوٹ اور آزادانہ ماحول میں چھوڑ کر اس کے بوائے فرینڈ فرحت کے ساتھ آزادانہ چھوڑ رکھ اتھا جس کی وجہ سے وہ آزادانہ ماحول میں جنم لینے والے مسائل سے دوچار ہو کر اس کی بیٹی حسینہ درندہ صفت انسان کے جال میں پھنس کر تباہی کے دھرے پر لا کھر کھڑی رہتی ہیں۔ اس افسانے میں ناصر بغدادی معاشرے کی بے حسی کا ذکر کرتے ہیں کہ جو جوان لڑکیوں کی عزت سے کھیل کر ان کو تباہی کے راستے پر چھوڑ کر آتے ہیں۔ اس افسانے میں نوجوانوں کی بے راہ روی کے بارے میں یوں اظہار کیا ہے:

> "راستے کا پتھر ہٹ گیا! کل رات میں نے ان سے صاف صاف کہہ دیا کہ ویوں ہماری محبت کی تذلیل نہ کریں۔ ہم دونوں نے ایک محبت کی تذلیل نہ کریں۔ ہم دونوں نے ایک ساتھ زندگی گزارنے کا عزم کیا ہے۔۔۔۔!۔۔۔ پھر۔۔۔ حسینہ کا دل دھڑک اُٹھا۔ اُنھیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ وہ قائل ہو گئیں۔ فرحت کی آواز مسرت سے تھر تھرا رہی تھی، انھیں اندازہ ہو گیا کہ اب وہ عمر کے اس دائرے میں داخل ہو گئی ہیں جہاں جوانی کی یادیں دل کو حرارت تو پہنچا سکتی مگر جوانی کا کوئی نہیں ہوتا۔۔۔ شاید انھیں اپنی پچھلی غلطیوں پر پشیمانی بھی ہے۔۔۔۔"(۲)

ناصر بغدادی کے افسانوں میں معاشرے کی بے حسی، لاپرواہی و ظلم و بربادی کا عنصر منفرد مقام پر موجود ہے۔ اس کا افسانہ "پچھلی شب کا غم" اس افسانے میں رقیہ کردار اپنے شوہر اور دو بچوں کے ساتھ خوش رہتی ہیں لیکن جب سے آمنہ سے اپنے شوہر کی

ملاقات کراتی ہیں تو وہ اس کا شوہر آمنہ کی شوخ اداؤں میں مبتلا ہو کر اس کے ساتھ چکر چلاتا ہے اور رقیہ خالی ہاتھ ملتے رہ جاتی ہیں۔ ناصر بغدادی اس افسانے کے ایک عورت کا دوسری عورت پر ظلم کا تذکرہ کرتے ہیں کہ ایک عورت دوسری عورت پر ظالم بن کر ظلم کرتی ہے اور اس کا گھر برباد کر دیتی ہیں۔ ہمارے معاشرے میں نہ جانے کیسے ایسے گھر ہونگے جو اس وجہ سے مسمار پڑے ہیں۔ ہمارے معاشرے کے کچھ ایسے مرد ہوتے ہیں جو مشرقی رک رکاؤ والی عورت کی ناشکری کر کے مغربی رک رکاؤ والی کی بے حیائی اور فیشن کرنے والی عورتوں کے جال میں پھنس کر دوسروں کا بسا بسایا گھر اُجاڑ دیتے ہیں۔ افسانے میں اقتباس سے واضح طور پتہ چلتا ہے:

> "آمنہ نے جیسے اس کی دنیا میں قدم رکھ کر رقیہ کے ان عیوب نگاہوں کے سامنے عریاں کر دیا تھا جن کو وہ عرصہ تک دیکھ ہی نہ سکا تھا۔ گھر کا ماحول یکسر بدل گیا تھا۔ اب وہ پہلے والا احسان نہ رہا تھا۔ وہ چار ہی ملاقاتوں میں آمنہ کا اس حد درجہ شیدائی ہو گیا کہ وہ کھلے الفاظ میں رقیہ کے سامنے اس کی گنوانے لگا اور آمنہ کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے لگا۔"(۳)

ناصر بغدادی کے افسانوں میں جہیز جیسی لعنت کا مواد بھی کافی موجود ہے۔ وہ معاشرے کے اس ناسور کا تذکرہ اپنے افسانے "کنیا دان" میں کرتے ہیں۔ اس افسانے کے کردار ہندو ہیں لیکن ناصر بغدادی اس افسانے سے ہندو مسلم دونوں کے مسائل کی عکاسی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں؛ کہ کس طرح ہمارا معاشرہ جہیز کی لعنت کی وجہ سے بگڑ گیا ہے۔ ہر طرف مادی پرست زندگی شروع ہو رہی ہے۔ انسان کی قدر و قیمت کم ہو رہی ہے اور مادی اشیاء کی قیمت زیادہ ہو رہی ہے۔ اس افسانے میں "کنیا دان" میں بھیکا جی کردار ہے جو بھکاری ہیں اور بیٹی کے اچھے امیر گھرانے میں شادی کرانے کی فکر میں ہے؛ لیکن جب جہیز کے لیے پنجابت میں بھیکا جی سے وہ اڈھ مانگا جاتا ہے جہاں پر وہ بھیک کمانے کے لیے روز کماتا تھا لیکن کیا کرتے مجبوراً والد اپنی بیٹی کی زندگی کو خوشحال بنانے کے لیے وہ اڈھ جہیز میں دے دیتا ہے۔ اقتباس سے واضح ہوتا ہے۔

> "بوڑھے نے تیز نگاہوں سے بھیکا جی کو گھورتے ہوئے دیکھا۔۔۔ دیکھو بیاہ ابھی ہو سکتا اگر تم۔۔۔ شاطر بوڑھے نے ایک اور مہرہ آگے بڑھا دیا کہو نا۔۔۔ رُک کیو گئے؟ بھیکا جی نے پُر اُمید نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ اگر تم اصلی بازار میں بھیک مانگنا چھوڑ دو۔۔۔ دیکھو آج کل کے حالات میں یہ جہیز بہت ہی کم ہے۔۔۔ مجھے منظور ہے! بھیکا جی نے کمزور آواز میں کہا۔"(۴)

ناصر بغدادی نے عام روایات سے استفادہ کرتے ہوئے افسانے کو جدید کہانی کی قدر و قیمت اور فن کے آراء سے متعارف کروایا۔ ان کی کہانیاں، خیالات و احساسات کی براہِ راست کامیاب اور مکمل کہانیوں کی تعریف کے زمرے میں آتی ہیں۔ ان کی انہی خوبیوں کی بدولت حمید الیاس یوں رقمطراز ہیں:

> "ناصر بغدادی نہایت ہی آسانی سے خود نوشت کو افسانہ بنا دیتے ہیں۔ ذاتی مشاہدہ، احساس اور اِدراک جیسے ضروری عناصر سے ان کی کہانیاں تخلیق پاتی ہیں۔ ان کہانیوں کا مجموعی ماحول موجودہ دور کا آئینہ دار ہے۔ کہانیاں نہ صرف فنی بلکہ ادبی حیثیت سے بھی بلند و بالا ہیں۔"(۵)

ناصر بغدادی ایک افسانہ نگار ہی نہیں بلکہ معاشرے کے نباض بھی ہیں۔ ناصر بغدادی کے تحریروں میں تلاش اور کھوج کا عنصر جھلکتا ہے۔ انھوں نے سماجی اور تہذیبی حوالے سے جو کردار تخلیق کیے ہیں وہ اس تلاش اور کھوج کے مظہر ہیں۔ ان کے افسانوں میں انسانی زندگی کے غم و دُکھ، سیاسی و سماجی مسائل پر بہت کہانیاں لکھی ہیں۔ معاشرے میں انسانی نفسیاتی مسائل جنم لینے والے مسائل کے عوامل سے بھی بہت افسانے لکھے۔ اس کی مثال ایک طویل افسانہ "مصلوب" ہے۔ جس میں لکھا گیا ہے کہ موجودہ معاشرے میں سے دوچار ہے کہ کس طرح آج کے مادی پرست معاشرے میں انسان اور مجبوریوں و ناکامیوں سے دوچار ہیں۔ یہ سب معاشرتی کرب کا ذکر ان کے افسانے میں موجود ہے۔ اس افسانے میں ناصر بغدادی خود کو معاشرے کے ستم و حالات کی وجہ سے خود کو صلیب پر لٹکا ہوا محسوس کرتے ہیں اور فرار کا راستہ نظر نہیں آتا۔ افسانہ ایک انسان کے موجودہ معاشرے کے مسائل و حالات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ افسانے سے اقتباس ملاحظہ کرتے ہیں:

> "بیرونی دروازے کو کھول کر جب وہ باہر جانے لگا تو اس نے دیکھا کہ ایک برتن اور پیالے کو اس انداز سے کاغذ پر لکھا ہوا تھا کہ ہوا کے تیز جھونکوں سے بھی یہ کاغذ اُڑ نہیں سکتا تھا۔ اس نے خالی الذہن ہو کر کاغذ کو اُٹھالیا۔ لکھا ہوا تھا "یہ روٹی کے ٹکڑے تمہارا بدن ہیں اور پیالے میں تمہارا خون ہے۔ خدا اور انسان کے مابین ہیں۔ اس کے ذریعے ایک نیا رشتہ استوار کیا جاسکتا ہے۔" اس نے غصے میں دل میں سوچا کہ یہ شیطانی چال اس کے پڑوسی مظلوم شاہ کے بیٹے معصوم شاہ کا ہی ہو سکتا ہے۔۔۔۔ ذرا مجھے وہ تحریر پڑھنے دیجئے۔ مظلوم شاہ نے وہ تحریر اُلٹ پلٹ کر دیکھا اور بے تحاشا سینے سے لگایا محترم! یہ تو میرے بیٹے معصوم شاہ کے نوٹ کا ایک ورق ہے جس پر ریاضی کا ایک حل شدہ سوال ہے۔"(۶)

"مصلوب "افسانے میں ناصر بغدادی نے ایک ایسے شخص کی سرگزشت مرتب کی ہے جو اعصابی تناؤ کا شکار ہوتا ہے۔ اس کی نفسایت ایک غیر آباد علاقے یعنی بنجر علاقے سے کم نہیں ہوتے۔ ڈاکٹر سیفی سرونچی مصلوب کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

> "مصلوب" چونکہ ان کے افسانوی مجموعے کا نام بھی ہے اور اس میں مصلوب ایک طویل کہانی بھی ہے۔۔۔۔ ناصر بغدادی کی اس کہانی میں نئے زمانے کی پیچیدگیاں بھی ہیں۔ آج کے انسان کے احساسات بھی ہیں، مجبوریاں و خواہشات، خواب، خیال کا مرانیاں، ناکامیاں بھی ہیں اور روزمرہ کے وہ حقائق بھی ہیں، عصری حیثیت بھی ہے۔ یہ سچ ہے کہ ایسی کہانیاں بار بار نہیں لکھی جاتیں۔ مصلوب واقعی ناصر بغدادی کی شاہکار کہانی کی حیثیت رکھتی ہے۔"(۷)

ناصر بغدادی کے افسانوں میں تارکینِ وطن کے مسائل کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ان کے افسانے میں اپنے وطن میں موجود بے روزگاری کے سبب سے جنم لینے والے مسائل کی بدولت جب نوجوان وطن چھوڑ کر باہر ملک کی رعنائیوں میں کھو کر اپنے وطن سے باہر مادی اشیاء و مادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے روزگار کے لیے جاتے ہیں۔ اپنا وطن چھوڑ کر مالی منفعت حاصل کرلیتا ہے

تو دوسری طرف انسان اپنا تشخص انجان لوگوں میں کھو دیتا ہے۔ پردیس کے ممالک میں اپنوں سے مقابلہ کرنے سے بہتر ہے کہ یہ توانائی اپنے ملک کی بہتری کے لیے استعمال کی جائے۔ تارکین وطن ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں خاندان کو چھوڑ کر بہت سے مشکلات سے دوچار ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے احساسات کی اظہار کو یوں کرتے ہیں۔ افسانے سے اقتباس ہے:

"پُرانی زمین سے رشتہ توڑ کر جیسے میں نے مابعد الطبیعاتی دنیا سے رشتہ توڑا ہے۔ میرے مزاج اور نئے باسیوں کے مزاج میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگر چہ اپنی زمین پر میں سکون کے گریز پا لمحوں کا متلاشی تھا مگر وہاں میرا اپنا شخص تھا، اپنی پہچان تھی۔ یہاں میں تلاش کے باوجود سکون کے گریز پا لمحوں کو حاصل نہ کر سکا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں تمھیں زمین چھوڑنے کا مشورہ بالکل نہیں دونگا۔"(۸)

ناصر بغدادی کے افسانوں میں عورت کا موضوع بھی خاص اہم ہے۔ ان کے افسانوں میں معاشرے میں عورتوں کے مسائل، تعلیمی اخراجات و جہالت کے بارے میں کافی افسانے تحریر کئے ہیں۔ کچھ ایسی عورتوں کا تذکرہ بھی افسانوں سے ملتا ہے جو تعلیم حاصل کر کے اپنا مقام و رتبہ بھلا کر خود کو مغرور تعلیم یافتہ سمجھ کر اپنا گھر بسانے سے پہلے اُجاڑ دیتی ہے۔ ناصر بغدادی کہتے ہیں کہ ایسے تعلیم یافتہ عورتوں سے اپنی تہذیب، شائستگی اور اعلیٰ اخلاق بھلا کر جاہلانہ طرز اختیار کرتی ہیں۔ افسانہ "وقت وقت کی بات" میں رخشی کردار کے ذریعے بتاتے ہیں کہ کس طرح اعلیٰ تعلیم کی شوق میں لڑکیاں غرور کے ساتھ اچھے اچھے گھروں کے رشتے ٹکرا دیتے ہیں اور وقت گزارنے کے بعد پھر گھر بیٹھ کر بوڑھی ہو جاتی ہیں۔ معاشرے کے اس المیے کی طرف ناصر بغدادی نے بڑی خوبصورتی سے نقشہ پیش کیا ہے۔

"رخشی بیٹی! چھدن کے متعلق کیا خیال ہے"

گاؤدی، جاہل اور احمق "رخشی اپنی دانست میں اس کی جامع تعریف کر دی۔ "اے ہے" ایسا تعریف نہ کہو وہ تو لاکھوں میں ایک ہے۔

آخر آپ چاہتی کیا ہیں؟" وہ بے زاری سے بولی میرا مطلب ہے شادی۔۔۔

کیا؟ اُس نے اس کی بات کا گلا گھونٹ دیا اور اپنی آنکھیں نکال لیں۔

کیا کیا آپ نے وہ ان پڑھ، سور، ہنڈی کٹا۔۔۔ اب اس کی اتنی جرات ہوگئی کہ مجھ سے شادی کی کوشش کرے، پہلے اس سے جاکر پوچھو کہ اس کی تعلیم کیا ہے؟ کس یونیورسٹی کے اس کے پاس ڈگری ہے۔۔؟"(۹)

ناصر بغدادی کے افسانے ہمارے معاشرے کے وہ مسائل پیش کرتے ہیں جس کو اُنھوں نے خود بڑی باریک بینی سے پیش کیا۔ ان کی کہانیاں سماجی حقیقت کی کہانیاں ہیں جو کچھ انھوں نے اپنے اِرد گرد دیکھ کر محسوس کیا تجربہ کیا ان کو بڑی چابکدستی سے اپنے ماہرانہ فنی خوبیوں سے آراستہ کر کے افسانوں کی صورت میں پیش کیا۔ ان کی کہانیاں زندگی کے پُر اسرار گوشوں کی گہرائی کے ساتھ مطالعہ کرتے ہوئے زندگی کے حقائق کا پردہ چاک کر کے مسائل کے ساتھ اس کا حل بھی تلاش کرتی ہوئی ملتی ہیں۔

ڈاکٹر محمد علی صدیقی ان کی افسانہ نگاری کے ماہرانہ صلاحیتوں کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

"ناصر بغدادی زندگی کے عکاس بھی ہیں اور ناقد بھی ہیں۔۔۔ ان کے

افسانے بھی اسی حقیقت کے ترجمان ہیں۔ وہ ہمارے دور کے ایک اہم افسانہ نگار ہیں۔"(۱۰)

ناصر بغدادی نے اپنی تخلیقی بصارت سے افسانوں کو فنی خوبیوں سے آراستہ کر کے افسانوی شہرت تک پہنچایا۔ انھوں نے کہانیوں میں زندگی کے حقیقی واقعات کو تسلسل کے ساتھ برقرار رکھتے ہوئے موضوع کی مناسب سے علامتوں کا استعمال کیا۔ اُنھوں نے مختلف استعارے استعمال کیے۔ وہ اپنی ذات اور معاشرے سے نمو پانے والے اس تفکر کا سلسلہ ان افسانوں میں تاریخ و تہذیب انسانی سے ملکر آفاقی بن جاتا ہے۔ ان کے افسانوں میں انسانی معاشرے کے المیے بے شمار نمونے ملتے ہیں۔ اسی فنی خوبیوں کے اعتراف میں ڈاکٹر یونس حسن یو لکھتے ہیں:

"ناصر کے فن کا یہ اعجاز ہے کہ جہاں وہ شخصی جذبوں کی کہانی بیان کر دیا ہے وہاں افراد معاشرے کی زندگی میں آنے والی لایعنیت اور بے مقصدیت کو بھی ہائی لائٹ کر رہا ہے کہ لایعنیت اور بے مقصدیت کیوں کہ کم ہونے کی بجائے بڑھتی چلی جارہی ہے۔ اس کے پس پردہ کیا عوامل اور محرکات کار فرما ہیں۔۔۔ سماج کی داخلی اور خارجی صورت حال نے اس لایعنیت اور بے مقصدیت کو پڑھانے میں کیا کردار سرانجام دیا ہے۔"(۱۱)

ناصر بغدادی کے افسانے ہمارے معاشرے کے وہ حقیقی کردار کی زندگی کی عکاسی کرتے ہیں جو واقعی میں موجود ہیں۔ وہ اپنے افسانوں میں بے مقصدیت کی زندگی گزارنا صرف ایک فرد کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ ہمارے معاشرے میں روز بروز بڑھتا چلا جارہا ہے۔ ان کی روک تھام کے لیے سدِ باب کی ضرورت ہے؛ یہی خوبیوں اور مہارتوں کی وجہ سے ناصر بغدادی اُردو ادب میں ایک بہترین معاشرتی افسانہ نگار کے رُوپ میں اہم مقام رکھتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ناصر بغدادی، میرے منتخب افسانے، (مضمون)، ڈاکٹر یونس حسن،، سرویج انڈیا، ص:۲۶۴

۲۔ ناصر بغدادی، افسانوی مجموعہ بے شناخت، افسانہ، (ممی کا غم)، ناشر ندا پبلی کیشنز، کراچی، ۱۹۹۰ء

۳۔ ایضاً، افسانہ، پچھلی شب کا غم، ص:۱۴۵

۴۔ ایضاً، افسانہ، کنیادان،، ص:۱۲۸، ۱۲۹

۵۔ حمید الماس، مضمون، ناصر بغدادی کا تخلیقی بساط، ماہنامہ سب رس، وحید آباد، انڈیا، اپریل ۱۹۹۳ء

۶۔ ناصر بغدادی، افسانوی مجموعہ مصلوب، افسانہ، (مصلوب)، بادبان، پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۴ء، ص:۸۶

۷۔ ڈاکٹر سیفی سرونجی، مضمون، مصلوب، افسانہ سہہ ماہی انتساب ۷۱، سرونج انڈیا

۸۔ ناصر بغدادی، افسانوی مجموعہ بے شناخت، افسانہ)، بے شناخت، ندا پبلی کیشنز، کراچی، ۱۹۹۰ء، ص:۶۰

۹۔ ناصر بغدادی، "افسانوی مجموعہ مصلوب، افسانہ)، وقت وقت کی بات"، بادبان پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۴ء، ص:۱۶۷، ۱۶۸

۱۰۔ ڈاکٹر محمد علی صدیقی، "افسانوی مجموعہ ایک ہی منزل"، کراچی، پاکستان، (فلپ)

۱۱۔　ڈاکٹر یونس حسن، مضمون "ناصر بغدادی کی افسانہ نگاری"، انتساب ۸۸، سرونج انڈیا

References in Roman Script:

1. Nasir Baghdadi, Mere Muntakhab Afsanay (Mazmoon), Dr. Younas Hasan, Sarvaj India, p. 264.
2. Nasir Baghdadi, Afsanavi Majmua Be-Shanakht, Afsana (Mummy ka Gham), Nida Publications, Karachi, 1990.
3. Ibid., Afsana Pichhli Shab ka Gham, p. 145.
4. Ibid., Afsana Kanya Daan, p. 128–129.
5. Hameed Almas, Mazmoon Nasir Baghdadi ka Takhleeqi Basaat, Mahnama Sab Ras, Waheedabad, India, April 1993.
6. Nasir Baghdadi, Afsanavi Majmua Masloob, Afsana Masloob, Baadban Publications, Karachi, 2004, p. 86.
7. Dr. Saifi Saroonji, Mazmoon Masloob, Seh-Maahi Intisaab, Issue 71, Saroonj India.
8. Nasir Baghdadi, Afsanavi Majmua Be-Shanakht, Afsana Be-Shanakht, Nida Publications, Karachi, 1990, p. 60.
9. Nasir Baghdadi, Afsanavi Majmua Masloob, Afsana Waqt Waqt ki Baat, Baadban Publications, Karachi, 2004, pp. 167–168.
10. Dr. Muhammad Ali Siddiqui, Afsanavi Majmua Aik Hi Manzil, Karachi, Pakistan (Flip).
11. Dr. Younas Hasan, Mazmoon Nasir Baghdadi ki Afsana Nigari, Intisaab 88, Saroonj India.